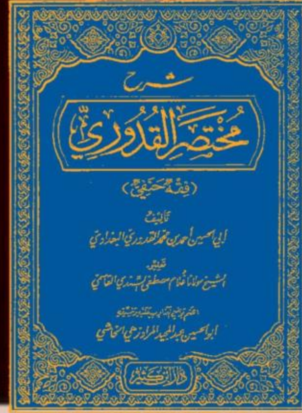
فقہ حنفی

اور وہابی



تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ





Visit Owaisi Books

www.faizahmedowaisi.com

عرضِ ناشر

الحمد للہ عزوجل جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ اورنگ آباد کے تحت سال گذشتہ ۲۰۱۵ء میں چھ اہم کتابوں کا سیٹ شائع کیا گیا، جسے بڑی پذیرائی و کامیابی ملی، اُن میں سے چند کُتُب تو اِس قدر اہم تھیں کہ قلیل عرصے میں دو تین ایڈیشن شائع ہو کر ختم ہو گئے۔ الحمد للہ ! اِس سال بھی مزید ہمّت بڑھاتے ہوئے ہم بارہ کتابوں کا سیٹ شائع کر رہے ہیں، جن میں اکثر کُتُب ہندوستان میں پہلی مرتبہ شائع ہو رہی ہیں۔ تمام ہی کُتُب مختلف موضوعات پر اہم ہیں۔ اِس سلسلے کی ایک کَڑی حضرت علّامہ مفتی فیض احمد اُویسی صاحب کے غیر مُقلّدِین کے رَدّ میں لکھے گئے چند رَسائل کا یہ کُتُب کا مجموعہ شائع کیا جارہا ہے۔ یہ کتاب حالاتِ حاضرہ کے تحت عوامِ اَہْلِ سنّت کے لیے بے حد مفید ہیں کہ اِن کے مُطالَعے سے معلومات میں اِضافہ ہو گا، جو وہابی غیر مُقلّدِین سے بچنے اور دفع (دفاع) میں کام آئے گا۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ اِس کتاب کو عام کیا جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و طُفیل مُصنّف کی اِس سَعی (کوشش) کو قبول فرمائے، دینِ متین کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور اِس کتاب کو نافعِ ہر خاص و عام بنائے۔ نیز ہماری اِس کاوش کو قبولِ عام فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبک سیّد المرسلین ﷺ

خادِمِ اَہْلِ سنّت،

محمد گل خان حنفی رضوی۔

سیکریٹری: جماعت رضائے مصطفی، شاخ اورنگ آباد (مہاراشٹر)

پیشِ لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

امابعد! آئے دن وہابی غیر مُقلِّد، اَحناف کے خلاف لمبے لمبے اِشتہار چھاپ کر اِنتشار (فساد) پھیلا رہے ہیں اور اِس سے اُن کا مقصد سوائے فتنہ وفساد کے اور کچھ نہیں، ورنہ دین کی خدمت کے ہزاروں شعبے اِس قابل ہیں کہ اُن کی بار بار اِشاعَت کی جائے لیکن اُن کا نام تک نہیں لیا جاتا، صرف اِسی لیے کہ اُن کی اِشاعَت میں فتنہ انگیزی نہیں بلکہ اِصلاحِ اسلام ہے لیکن اِنہیں اِصلاح سے کیا کام؟ اِنہی کے لیے گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَآ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت: ۱۲) **ترجمہ:** سنتا ہے! وہی فسادی ہیں۔

فقیر چند نمونے اِن کے مختلف تصانیف و اِشتہارات سے سوالیہ لکھ کر اُن کے جوابات عرض کرتا ہے تاکہ بَھولے بھالے اَحناف، اِن کے دامِ تزویر (مکروفریب) میں گرفتار نہ ہو سکیں۔

وما توفیقي الا باللہ العلی العظیم

محمد فیض احمد اُویسی۔

فقہ حنفی اور وہابی

سوال: حنفی فقہ میں ہے بِنَبِیۡذِ التَّمۡرِ یعنی نشہ آور شراب سے وضو جائز ہے۔ آپ (رحمہ اللہ) نے بیان کیا ہے کہ

قَالَ أَبُو حَنِیفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ یَتَوَضَّأُ بِنَبِیۡذِ التَّمۡرِ وَلَا یَتَیَمَّمُ .[1] (الفتاوی الھندیہ، الفصل الثاني: فیما لا یجوز بہ التوضؤ، جلد ۱، ص ۲۱)

ترجمہ: نشہ آور شراب یعنی نبیذِ تمر (کھجور کے رس) سے وضو جائز ہے۔

جواب: سراسر دھوکہ اور سفید جھوٹ ہے، اِس لیے کہ "بِنَبِیۡذِ التَّمۡرِ" کا لفظ بول کر، شراب اور نشہ آور از خود گھڑ لیا، اِس لیے کہ نبیذِ تمر نہ شراب ہے، نہ نشہ آور۔ ہمارا چیلنج ہے کہ "بِنَبِیۡذِ التَّمۡرِ" کو شراب یا نشہ آور، کوئی وہابی ثابت کر دے، منہ مانگا انعام پائے۔

گھر کا مسئلہ: خود غیر مُقلِّدین، وہابی نبیذِ تمر کو پاک لکھتے ہیں۔ چنانچہ عرف الجاوی ص ۹ میں ہے: نبیذِ تمر پاک است [2] یعنی نبیذِ تمر کا پانی پاک ہے۔ لیکن یہ اعتراض صرف عوام کو دھوکہ دہی کے لیے ہے ورنہ نبیذِ تمر نہ شراب ہے، نہ نشہ آور اور یہ بھی اَحناف نے بوقتِ ضرورت، وضو کے جواز کے لیے لکھا ہے کہ جس طرح دوسرے پانیوں سے وضو جائز ہے، نبیذِ تمر سے بھی وضو جائز ہے، کیونکہ نبیذِ تمر ایک قسم کا پانی ہے، اِس لیے جب یہ میسّر ہو تو

---

(1) ۔(الفتاوی العالمکیریة = الفتاوی الھندیة، الباب الثالث في المیاہ وفیه فصلان، الفصل الثاني فیما لا یجوز به التوضؤ، 22/1، المطبعة الکبری الأمیریة ببولاق مصر (وصَوّرتھا دار الفکر بیروت وغیرھا)، الطبعة: الثانیة، 1310 ھ)

تیمّم نہ کرے۔

لطیفہ: اَحناف پر محض دھوکے سے اِعتراض جڑ دیتے ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اُن کا اپناپُتلا بلکہ زبوں (اُن کی اپنی حالت بھی خستہ اور خراب ہے)۔ ایک حوالہ ملاحظہ ہو مولوی وحید الزمان نے لکھا:

المنی طاھر سواء کان رطباً اور یابساً. مغلظاً اور غیر مغلظ وغسله ازکی واولی وکذلك الدم غیر دم الحیض ولذلك رطوبة الفرج وکذلك الخمر وبول ما یوکل لحمه وما لا یوکل لحمه من الحیوانات ولا نجس عندنا الا غائط الانسان وبوله.[3]

ترجمہ: منی گیلی ہو یا خشک، گاڑھی ہو پتلی، خون، رَطُوبَت، فرج، شراب، حلال و حرام کا پیشاب، سب پاک ہے اَہلِ حدیث کے نزدیک۔ سوائے انسانی پاخانہ، پیشاب کے علاوہ کوئی چیز پلید و نجس نہیں۔

غیر مُقلّد "الا غائط الانسان وبوله" پڑھیں، "لا نجس عندنا" کی ضرب لگائیں، دیوار سے سر ٹکرا ٹکرا کر مر جائیں، اُس زندگی سے یہ موت ہزار درجہ بہتر ہے جس زندگی میں سوائے پاخانہ وانسانی پیشاب کے ہر چیز پاک و قابلِ استعمال سمجھی جائے مگر جس کھانے پر قرآن پڑھا جائے، اُس کو حرام قرار دیا جائے۔

سوال: تمہارے نزدیک حُقّے کے پانی سے وضو جائز ہے، جیسا کہ "اَحکامِ شریعت و بہارِ شریعت" میں لکھا ہے۔

جواب: اِس دیدہ کور (عقل کے اندھے) کو لفظِ حقّہ اور پانی اور جائز کے الفاظ تو نظر آ گئے مگر "پانی اصلاً نہ ہو تو" کہ الفاظ شِیرِ مادر (ماں کا دودھ) سمجھ کر سمجھنے سے نظر انداز کر دیئے۔ "اَحکامِ شریعت" میں صاف صاف تحریر (لکھا) ہے کہ جب کسی قسم کا پانی میسّر نہ ہو تو اُس وقت بَحالتِ مجبوری وبربِنائے ضرورت حقّے کے پانی کے استعمال کی اجازت ہے، اِس کے ہوتے ہوئے تیمّم جائز نہیں کیونکہ الضرورات تُبیح المحظورات[4] یعنی ضرورتیں مَمنوعہ اَشیا کو مباح[5] یعنی جائز کر دیتی ہیں۔

جواب ۲: فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا. (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت:۴۳) **ترجمہ:** اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

(اِس آیت) میں لفظِ ماء (یعنی پانی) نکرہ ہے، جو مقامِ وحیزِ نفی میں واقع ہے[6] اور قانون و قاعدہ ہے کہ نکرہ مقامِ نفی میں مفید عموم ہوتا ہے[7]، تو ماء تقاضا کرتا ہے کہ تیمّم اُس وقت نائب یا خلیفہ ہے، جب کسی قسم کا پانی مُیسَّر نہ ہو۔ اِس عَدُوِّ (دشمن) اَہلِ سنّت کو "اَحکامِ شریعت اور بہارِ شریعت" میں مذکورہ

---

(2) ۔(عرف الجادی، کتاب الطہارۃ، باب در بیان آب وجز آن، ص9۔ مطبع صدیقی بھوپال 1301ھ)

(3) ۔(نزل الابرار من فقه النبی المختار، باب الانجاس، ص 49، مطبوعه بنارس، الهند)

(4) ۔(الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ، ابن نجيم المصري، الفن الأول، القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها، ص: 73، دار الكتب العلمية، بيروت)

(5) ۔(یعنی جن چیزوں سے روکا گیا ہے، ضرورت کے وقت وہ جائز ہو جاتی ہیں۔ طضیائی)

(6) ۔(یعنی لفظِ ماء ایسی جگہ میں واقع ہے کہ جہاں سرے سے پانی کے وجود کا انکار ہے یعنی پانی کا دور دور تک نام ونشان نہیں۔ طضیائی)

(7) ۔(یعنی جب کوئی اسم نکرہ نفی کے سیاق میں آتا ہے تو وہ عموم کا مفہوم دیتا ہے، یعنی اس سے مراد تمام افراد یا اشیاء ہوتی ہیں جو اس نکرہ کے تحت آتی ہیں۔ "ما جاء نی أحد" یہاں "اَحد" ایک نکرہ ہے اور نفی کے لیے "ما" کے ساتھ آیا ہے، تو اس کا مطلب ہوگا "کوئی بھی میرے پاس نہیں آیا۔" یہ بھی عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔)

عبارت تو نظر آگئی مگر "اغلاط العوام" میں مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت اور "نزل الابرار" میں وحید الزمان کی عبارت نظر نہ آئی۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب میں لکھا: حقّہ کے پانی کو بھی عوام ناپاک سمجھتے ہیں، اگر چہ اُس سے بچنا نظافت (صاف صفائی) کے لیے ضروری ہے لیکن اِس سے ناپاک ہونا لازم نہیں آتا۔[8]

اور وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: انه يجب على الزوج اعداد الحقة لزوجتها اذا كانت لها عادة بشرب الدخان.[9]

ترجمہ: خاوَند پر حقّہ گھر میں رکھنا واجب ہے، اگر عورت کو حقّہ پینے کی عادت ہے۔

دعوی نجس عین بودن سنگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح و حیوان مردا رنا تمام است.[10]

(عرف الجاوی، باب در بیان از اله نجاست، ص ۱۰)

ترجمہ: خنزیر و کتّے کے نجس العین (اصلاً ناپاک) ہونے اور شراب وخونِ جاری اور حیوانِ مردار (مرے ہوئے جانور) کے پلید ہونے کا دعویٰ نامکمل اور بِلا دلیل (بغیر دلیل کے) ہے۔ الخمر طاهر وحلال اكله اذلا دليل على نجاسة.[11]

ترجمہ: شراب پاک ہے اور اُس کا کھانا حلال ہے کیونکہ اُس کے پَلید ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: اگر جانور یا مُردہ سے مُجامَعَت (مباشَرَت) کی یا فرج (شرمگاہ) سے باہر مُجامَعَت کی اور اِنزال (منی کا خروج) نہ ہوا تو روزہ فاسِد نہ ہو گا۔

جواب: اِس مسئلے میں کون سی وجہِ اختلاف واِعتراض ہے۔ "عالمگیری" میں یہ عبارت تو تم نے دیکھ لی اور اپنی کتاب "نزل الابرار" سے آنکھیں بند کر لیں، اِس میں صاف لکھا ہے کہ لو ادخل اصبعه في دبره او ادخلت اصبعها في فرجها لا يفسد الصوم.[12]

ترجمہ: اگر مرد نے اپنی اُنگلی اپنے پاخانہ کی جگہ میں یا عورت نے اپنی شرمگاہ میں داخل کی تو روزہ فاسد نہ ہو گا۔

ایک اور حوالہ پڑھ لیں: لو جامع امراته فيما دون الفرج ولم ينزل لم يفسد.[13]

ترجمہ: اگر کسی نے اپنی بیوی سے شرمگاہ کے علاوہ دوسرے مقام میں جماع کیا تو روزہ فاسد نہ ہو گا۔

اب فیصلہ خود کریں کہ "عالمگیری" غلط ہے یا "عرف الجاوی و نزل الابرار"۔

سوال: حنفی مذہب میں ماں، بہن، بیٹی سے نکاح کرے، جماع کرے تو حد نہیں جیسا کہ ہدایہ میں موجود ہے:

---

(8) ۔("اغلاط العوام" یعنی عوام کے غلط مسائل، ذکرِ طہارت و نجاست اور نظافت وغیرہ کی اغلاط، ص25، ناشر ادارۃ المعارف کراچی، احاطہ دار العلوم کراچی14)

(9) ۔(نزل الابرار من فقه النبي المختار، کتاب الاشربۃ، 3/90، مطبوعہ بنارس الہند)

(10) ۔(عرف الجاوی، کتاب الطہارۃ، باب در بیان ازالہ نجاست، ص10۔ مطبع صدیقی بھوپال 1301ھ)

(11) ۔(نزل الابرار من فقه النبي المختار، جلد اول، کتاب الطهارة، ص 30، مطبوعه بنارس، الهند)

(12) ۔(نزل الابرار من فقه النبي المختار، باب ما يفسد الصوم الخ، ص 229، مطبوعه بنارس، الهند)

(13) ۔(نزل الابرار من فقه النبي المختار، باب ما يفسد الصوم الخ، 229/1، مطبوعه بنارس، الهند)

من تزوج امرأة لا يحل نكاحها فوطئها لا يجب عليه الحد.

جواب: ہدایہ کی عبارت یہ ہے: و من تزوج امرأة لا يحل له نكاحها فوطئها لا يجب عليه الحد عند أبي حنيفة رحمه الله.[14]

ترجمہ: جس شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا، جس سے نکاح کرنا حلال نہ تھا، پھر اُس نے اُس عورت سے وطی بھی کرلی تو امام صاحب کے نزدیک اُس شخص پر حد نہیں (بلکہ تعزیر ہے۔)

ناظرین کرام! یہاں چند چیزیں سمجھنی ضروری ہیں:

(۱) مذکورہ بالا عبارت میں "امرأة" سے کون سی عورتیں مراد ہیں۔

(۲) حد اور تعزیر میں فرق۔

(۳) اِن دونوں میں سنگین سزا کیا ہے۔

(۴) امام صاحب کے نزدیک حد نہیں تو کیا تعزیر بھی ہے یا نہیں۔

(۵) اگر حد نہیں تو اِس کی کیا وجہ، اگر تعزیر (سزا) ہے تو اِس کی کیا وجہ۔

(۶) زنا اور وطی بالنکاح میں فرق۔

(۱) اُن عورتوں سے مراد (ہے) بالذات خالہ ، پھوپھی ، منکوحۃ الاب (باپ کی منکوحہ) ، مطلّقہ بائنہ [15] و رَجعیّہ [16] کی عدّت میں اُس کی ہَمشیرہ (بہن) سے نکاح (کرنا)۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

قال الشافعي رحمه الله إن كانت العدة عن طلاق بائن أو ثلاث يجوز لانقطاع النكاح بالكلية إعمالا للقاطع ولهذا لو وطئها مع العلم بالحرمة يجب الحد.[17]

ولنا أن نكاح الأولى قائم لبقاء أحكامه كالنفقة والمنع والفراش والقاطع تأخر عمله ولهذا بقي القيد والحد لا يجب على إشارة كتاب الطلاق.[18]

جیسا کہ ہدایہ شریف میں مرقوم (لکھا ہوا) ہے: وهو نظير نكاح الأخت.[19] (الھدایۃ شرح البدایۃ، فصل في بیان المحرمات، جلد ۱، ص ۱۹۴)

---

(14) ۔ (بداية المبتدي، باب الوطء الذي يوجب الحد والذي لا يوجبه، ص 106، مكتبة ومطبعة محمد علي صبح القاهرة)

(15) ۔ (مطلّقہ بائنہ اس عورت کو کہا جاتا ہے جس کو طلاقِ بائن دی گئی ہو۔ طلاقِ بائن سے مراد ایسی طلاق ہے جس کے بعد نکاح خود بخود ختم ہو جاتا ہے، اور دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کرنے کے لیے نئے حق مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ط۔ ضیائی)

(16) (مطلّقہ رجعیہ اس عورت کو کہا جاتا ہے جسے طلاقِ رجعی دی گئی ہو۔ طلاقِ رجعی وہ طلاق ہے جس میں شوہر کو عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، اور ازدواجی تعلق بغیر کسی نئے نکاح کے بحال ہو سکتا ہے۔ ط۔ ضیائی)

(17) ۔ (الهداية في شرح بداية المبتدي، العقد، فصل في بيان المحرمات، 188/1، دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

(18) ۔ (الهداية في شرح بداية المبتدي، العقد، فصل في بيان المحرمات، 188/1، دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

حقیقی ماں اور حقیقی ہَمشیرہ(بہن) سے نکاح (کرنا): یہ تو کسی زمانہ اور کسی مذہب میں بھی محلِ نظر نہیں رہا جبکہ ہر زمانے میں، ہر مذہب، ہر دھرم میں اِس کو بُرا اور ممنوع سمجھا گیا۔ اگر شک و شبہ ہو سکتا تھا تو اُن عورتوں کے متعلق جن کا تذکرہ ہم نے اُوپر کیا، یہی وجہ ہے کہ یہ دشمنِ فقہ غیر مُقلِد، وہابی کوئی فرضی صورت بھی نہیں پیش کر سکتے کہ جس میں امام ابو حنیفہ نے کہا ہو کہ اگر کسی نے اپنی ماں یا بہن سے نکاح کیا ہو۔ اگر دیانت، صداقت ہے تو ایک فرضی صورت ہی پیش کریں مگر ایسا تم سے نہ ہو سکے گا۔ اب اصل مصداق مذکورہ بالا عورتیں اور اِس قسم کی دوسری عورتوں میں ماں اور بہن نہیں۔

سوال: اگر مذکورہ عبارت سے مراد مذکورہ عورتیں ہیں مگر اِس (عبارت) سے لازم آتا ہے کہ ماں اور بہن سے نکاح کر کے وطی کرے تو اُس کو بھی حد نہیں لگنی چاہیے۔

جواب: یہ صورت نمبر ۲، پہلی صورت نمبر ۱، کو لازم ہے اور لازمِ مذہب مذہب نہیں ہوتا جیسا کہ مولوی وحید الزمان نے اپنی کتاب هدية المهدی پر صاف صاف لکھا ہے کہ لازم المذهب ليس بمذهب. یعنی لازمِ مذہب مذہب نہیں ہوتا۔

هدية المهدی کی عبارت حسبِ ذیل ہے:

لازم المذهب ليس بمذهب فأن اهل الحديث كلهم يثبتون جهة الفوق الله تعالى وصحته الاشارة اليه وكذلك الاستواء والنزول والصعود وكذلك اليد والوجه والعين والاصابع وغيرها .[20]

خلاصہ تمام اَہلِ حدیث، اللہ کے لیے جہتِ فوق، اِشارہ نُزول، صعودِ ہاتھ، چہرہ، آنکھ، انگلیاں ثابت کرتے ہیں اور یہ اُن کا مذہب ہے۔ اِس سے اللہ تعالیٰ کا جسم ہونا لازم آتا ہے۔ تو وحید الزمان کہتا ہے کہ مذکورہ چیزیں ہمارا مذہب ہے، جسم ہونا مذہب نہیں کیونکہ لازمِ مذہب مذہب نہیں ہوتا۔

میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مذکورہ عورتوں سے نکاح کر کے وطی کرے تو حد نہ ہونے سے لازم آتا ہے کہ ماں اور بہن کی صورت میں بھی حد نہ ہو۔ غلط ہے کیونکہ لازمِ مذہب مذہب نہیں۔ لہٰذا پہلی صورت میں حد نہیں اور ماں بہن والی صورت میں حد ہے۔

(۲) حد اور تعزیر میں فرق یہ ہے کہ حد مقرر ہے سو کوڑے درمیانے سائز درمیانے انداز میں جسم کے مختلف حصوں پر اِس طرح مارتے ہیں کہ مجرم ہلاک نہ ہو۔ (تعزیر) میں ایک کوڑے سے لے کر ستر کوڑوں تک زور سے جسم کی ایک جگہ پر مارتے ہیں، اگر حکمِ وقت پہاڑ سے گرا دے یا دریا میں غرق کر دے، آگ میں جلا دے، چھت سے گرا دے اور اوپر سے پتھر بھی ماریں سب جائز و تعزیر ہیں جیسا کہ ہدایہ میں لواطت کی سزا کے بیان میں مرقوم ہے:

---

(19) ۔(الهداية في شرح بداية المبتدي، العقد، فصل في بيان المحرمات، 190/1، دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

(20) ۔(هدية المهدی، فصل: لازم المذهب ليس بمذهب، 117/1، ناشر اسلامی کُتُب خانہ، سیالکوٹ)

لاختلاف الصحابة فی مطابقه من الإحراق بالنار وهدم الجدار والتنكيس من مكان مرتفع باتباع الأحجار.[21]

(الهداية شرح البداية، فصل في كيفية الحد واقامة، جلد ۲، ص ۱۰۲)

ترجمہ: لوطی کی سزا میں خود صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف تھا، کسی کا خیال تھا کہ اُس پر دیوار گرا دی جائے، کسی نے کہا مکان سے گرا دیا جائے اور پتھر بھی مارے جائیں، کسی نے کہا کہ آگ میں جلا دیا جائے لہٰذا یہ تعزیر ہے، حد نہیں۔

(۳) حد اور تعزیر میں سخت سزا تعزیر ہے، جیسا کہ خود وہابی مولوی وحید الزماں اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

قال ابو حنيفة اشد الضرب التعزير ثم حد الخمر ثم حد القذف ثم حد الزنا۔[22]

اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: أنه على قدر عظيم الجرم.[23] (الهداية شرح البداية، فصل في التعزير، جلد ۲، ص ۱۱۷)

ترجمہ: تعزیر جرم کے برابر ہو گی، اگر جرم بڑا تو سزا بڑی۔

خود وحید الزماں نے تعزیر میں قتل تک سزا کو جائز کہا، "او يقتل تعزيرا" (نزل الابرار)

(۴) امام صاحب کے نزدیک مذکورہ صورت میں حد نہیں بلکہ تعزیر ہے۔

(۵) حد اِس لیے نہیں کہ " والحدود تندریء بالشبهات " کہ حد شبہ سے اُٹھ جاتی ہے۔ یہاں نکاح نے وطی کے حلال و حرام ہونے میں شبہ پیدا کر دیا اور حدیث پاک میں صاف موجود ہے کہ شبہات سے حدود کو اُٹھا دو مگر تعزیر ضرور ہے۔

نوٹ: زانی پر حد ہے، لوطی پر تعذیر ہے وغیرہ مسائل کا تعلق اسلامی معاشرہ سوسائٹی اور اسلامی حکومت و اقتدار سے ہے۔

حدود وغیرہ وہاں ہی جاری ہوں گی جہاں حکومت و معاشرہ اسلامی ہوں۔ کفر اور دار الکفر میں تو ایسے مسائل و حدود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب اسلامی معاشرہ میں کہ جہاں اسلامی حدود نافذ ہوں کسی کو اِس حد تک معذور سمجھنا کہ وہ ماں اور بہن سے نکاح کرے تو حد ہے یا نہیں میرے نزدیک قطعاً غلط ہے۔

یہ صورت دوسری بعض عورتوں کے متعلق تو نکل سکتی ہے کہ اِس کو اُن سے نکاح کے حرام ہونے کا علم نہ تھا مگر ماں اور بہن کے متعلق عقلِ سلیم اِس حد تک جہالت کو اسلامی سوسائٹی میں تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ نیز بعض دوسرے فقہا کا "ان علم به" وغیرہ کی بعض صورتوں میں قید لگانا اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہدایہ کی مذکورہ عبارت سے مراد ماں اور بہن کے علاوہ دوسری رشتے دار عورتیں ہیں کہ جن سے نکاح حلال نہ تھا اور اُس نے نکاح بھی کیا اور وطی بھی۔ کتنا ہی جاہلیّت کا تاریک دور آپ نکال لیں اُس میں بھی ماں اور بہن کے نکاح کی حُرمت کا علم تھا، یہاں تک کہ ہندو، سکھ، عیسائی، بدھ بلکہ

---

(21) ۔(الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الحدود، باب الوطء الذي يوجب الحد والذي لا يوجبه، 346/2، دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

(22) ۔ (نزل الابرار من فقه النبي المختار، جلد ثاني، كتاب الحدود، ص 304، مطبوعه بنارس، الهند)

(23) ۔(الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير، 361/2، دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

سوشلسٹ دھرموں (SocialistReligions) کے نزدیک بھی ماں اور بہن سے نکاح و وطی جائز نہیں۔ بس یہی میرا مقصود ہے کہ عبارتِ مذکورہ میں ماں، بہن والی شِق جاری کرنا غلط ہے۔

فِي الشَّرْعِ قَضَاءُ الْمُكَلِّفِ شَهْوَتَهُ فِي قُبُلِ امْرَأَةٍ خَالِيَةٍ عَنْ الْمِلْكَيْنِ وَشُبْهَتِهِمَا لَاَتِهِ الْاَشْبَةُ. [24]

(العناية شرح الهداية، كتاب الحدود، جلد ٧، ص ١٤٠)

کسی عاقل، بالغ شخص کا کسی عورت کی قُبُل (شرم گاہ) سے شہوت کو پورا کرنا مگر وہ عورت مِلکِ نکاح میں بھی نہ ہو (ورنہ وہ بیوی ہے) اور مِلکِ یَمین میں بھی نہ ہو (ورنہ وہ لونڈی ہے) اوراِن دونوں کے شُبہ سے بھی خالی ہو۔ شُبہ میں حَسبِ ذیل عورتیں آتی ہیں:

(۱) باپ کی لونڈی (۲) ماں کی لونڈی (۳) بیوی کی لونڈی (۴) مُطلّقہ ثلاثہ فی العدّۃ[25] (۵) مُطلّقہ بائنہ فی العدّۃ[26] وغیرہ وغیرہ تقریباً آٹھ عورتیں ہیں۔ شُبہ اِشتباہ[27] (غلط فہمی) سے بھی خالی ہو جیسا کہ سالی کی چارپائی، بیوی کی چارپائی کے ساتھ کہ اندھیرے میں بیوی سمجھ کر سالی کے ساتھ وطی کر لی شُبہ مِلکین[28] ہو یا شُبہ الاِشتباہ اِن دونوں صورتوں میں امام صاحب کے نزدیک و بعض دیگر فُقہا کے نزدیک حد نہیں تعزیر ہے۔

فائدہ: اِس مسئلے کی مزید توضیح یہ ہے کہ ایک ہے جرم، دوسرا ہے ڈبل جرم کسی محرمہ سے نکاح کر کے وطی کرنا، ماں اور بہن ہی فرض کر لیں، یہ جرم ہی نہیں بلکہ ڈبل جرم ہے، ایک نکاح دوسرا وطی۔ جرم کی سزا حد ہے، ڈبل جرم کی سزا حد نہیں بلکہ تعزیر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک مَحارِم سے نکاح کرنا جرم ہے یا ڈبل جرم۔ اگر جرم ہے تو سزا حد اور اگر ڈبل (جرم) ہے تو سزا تعزیر، جس میں مثل غرق خرق ہدم الجدار (دیوار گرانا) وغیرہ سزا آجاتی ہے۔ اب میں ان شاء اللہ العزیز دعوی سے کہتا ہوں کہ امام صاحب کے نزدیک یہ فعل بڑا جرم ہے، اُس کی دلیل ہدایہ شریف کی عبارت ہے:

أنه ارتكب جريمة الخ. [29] (الهداية شرح البداية، فصل في كيفية الحد واقامة، جلد ٢، ص ١٠٢)

"جريمة" صیغہ مبالغہ کا ہے جس کا معنی ہے ڈبل وسخت اور بہت بڑا جرم۔ جب یہ بہت بڑا جرم ہے اور امام صاحب کے نزدیک سزائیں تعزیر بھی بہت بڑی سزا ہے، لہذا بڑے جرم کی سزا امام صاحب نے تجویز کی۔

---

(24) ۔(العناية شرح الهداية بهامش فتح القدير، كتاب الحدود، 213/5، شركة مكتبة ومطبعة مصفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الأولى، 1389 هـ 1970 م)

(25) ۔(وہ عورت جسے تین طلاقیں دی گئیں اور وہ عدت میں ہو۔ ط۔ ضیائی)

(26) ۔(وہ عورت جسے طلاقِ بائینہ دی جائے اور وہ عدت میں ہو۔ ط۔ ضیائی)

(27) ۔شبہ اشتباہ فقہی اصطلاح میں اس صورت کو کہتے ہیں جب کسی شخص کو کسی عمل کے بارے میں شریعت کے واضح حکم کا علم نہ ہو اور وہ غلطی سے یہ سمجھے کہ یہ عمل اس کے لیے جائز ہے، جبکہ حقیقت میں وہ ناجائز یا حرام ہو۔ یعنی کسی قانونی یا شرعی حکم کے بارے میں شبہ کی وجہ سے وہ عمل انجام دے بیٹھے۔۔(ن اُویسی)

(28) ۔ فقہی اصطلاح "شُبہ مِلکین" سے مراد وہ شبہ ہے جس میں کسی چیز یا عمل کے حلال یا حرام ہونے میں ملکیت (حق) کے حوالے سے ابہام پایا جائے۔ یعنی کسی شخص کو یہ گمان ہو کہ وہ جس چیز یا عمل کا ارتکاب کر رہا ہے، وہ اس کے لیے جائز (حلال) ہے، کیونکہ اس کے پاس اس کی ملکیت یا اس پر حق ہونے کا شبہ موجود ہے۔(ن اُویسی)

(29) ۔(الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الحدود، باب الوطء الذي يوجب الحد والذي لا يوجبه، 346/2، دار احياء التراث العربي بيروت لبنان)

لطیفہ: غیر مُقلّدِین ایسے شخص کے لیے حد تجویز کرکے اُس کو زندہ رکھنے اور مجرم کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ امام صاحب ایسے ناپاک شخص کے وجود سے معاشرے کو پاک فرمارہے ہیں۔اِس کا ثبوت برجندی کی حسبِ ذیل عبارت ہے:

لوطی کی سزا کے متعلق امام صاحب فرماتے ہیں:

فلا یجب الحد عند أبي حنیفة. بل یعزر بأن یُحرَقا بالنار أو یُجلَد أو یُنکّسا من أعلی موضع بإتباع الأحجار (جلد ۴)

ترجمہ: لِواطت کرنے والوں پر امام صاحب کے نزدیک حد نہیں بلکہ تعزیر ہے،اُن دونوں کو آگ سے جلا دیا جائے یا کوڑوں سے مار دیا جائے یا مکان سے گرایا جائے اور ساتھ ساتھ پتھر مارے جائیں۔

بتاؤ وہابیو!سخت سزا تم نے دی یا امام صاحب نے۔اب غیر مُقلّدِ اپنی کتاب کی وضاحت کرنا

وقیل: تحل له ابنته من الزنا. وإن الحرام لا یثبت به الحرمة. الخ. (نزل الابرار)

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ زانی کے لیے اُس کی زنا کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔

کیونکہ جناب!امام صاحب کے متعلق تو تم نے جھوٹ (کہا) مگر زانی کے لیے تو بیٹی کا نکاح جائز کر دیا جس پر نہ حد لازم کی نہ تعزیر۔اب خدارا بتائیں کہ مجرم کون ہے۔

وہابی: تمہارے نزدیک برہمَن اور کھتری سے نکاح پڑھانا جائز اور وہابی سے احتراز لازم۔

جواب: برہمن، کھتری منکرِ شانِ رسالت (شانِ رسالت کا انکار کرنے والا) ہے،وہابی مُوہِنِ شانِ رسالت،(شانِ رسالت) کی توہین کرنے والا۔نتیجہ خود نکال لیں۔

سوال: تمہارے نزدیک کوّا کھانا جائز ہے جیسا کہ کُتُب فقہ میں ہے۔

جواب: فقہانے کوّے کی پانچ قسمیں لکھی ہیں جس کو حلال کہا،وہ کوّا نہیں جو حرام ہے اور جس کو حرام کہا،وہ حلال نہیں۔شامی میں اِس کی تفصیل ہے۔ فقیر اُویسی غفرلہ کی مستقل تصنیف اِس مسئلے میں موجود ہے۔ہاں کالا کوّا تمہاری برادری دیوبندی نے حلال لکھا بلکہ بارہا اُس کے کھانے کے جشن بھی منائے۔اُنہیں تم حنفی سمجھتے ہو،ہمارے نزدیک وہ بھی وہابی ہیں۔تفصیل دیکھیے فقیر کا رسالہ ''دیوبندی وہابی ہیں۔''

سوال: اگر نماز میں قرآن پاک پر نظر پڑ گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی اور عورت کی شرمگاہ نمازی دیکھ لے تو نماز فاسد نہ ہو گی۔(اشتہار)

جواب: کتنا بدباطن ہے وہابی کہ دو عبارتیں مختلف جگہ سے لے کر اور آپس میں ملا کر یہ تأثّر دیا کہ اَحناف کے نزدیک نماز اور قرآن کی استغفر اللہ عظمت نہیں۔حالانکہ مسئلے الگ الگ،باب الگ،کتاب کے صفحات الگ مگر پھر بھی اِس سیاہ دل نے یہ غلط تأثُّر پیدا کرنے کی کوشش کی۔میں اِس سراپا بے ایمانی غیر مُقلّد کو چیلنج کرتا ہوں کہ تم آپس میں تمام جگادری (چالاک لوگ) مل کر بھی ایک عبارت بھی کسی کتاب سے ثابت نہیں کر سکتے کہ جس میں ہو لو نظر فی القرآن تفسد صلوۃ ایسی عبارت نکال کر پیش کرو ورنہ تحریفِ لفظی و معنوی (عبارت میں لفظاً، معنیً تغیّر) سے توبہ کرو۔اصل بات یہ ہے کہ یہ جاہِلِ عنید "عالمگیری" کی عبارت سمجھ ہی نہیں سکا اور نہ ہی اُس میں فقہی عبارات سمجھنے کی صلاحیّت ہے۔

وَيُفْسِدُهَا قِرَاءَتُهُ مِن مُصْحَفٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ. [30]

(الفتاوی الھندیة. الباب السابع. فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا وفیه فصلان جلد۱، ص ۱۰۱)

ترجمہ: اور قرآن سے دیکھ کر پڑھنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

له إِنَّ حَمْلَ الْمُصْحَفِ وَتَقْلِيبَ الْأَوْرَاقِ وَالنَّظَرَ فِيهِ عَمَلٌ كَثِيرٌ. [31]

(الفتاوی الھندیة. الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا وفیه فصلان جلد۱، ص ۱۰۱)

ترجمہ: کیونکہ قرآن کا اُٹھانا، اَوراق پلٹنا اور قرآن میں دیکھنا یہ عملِ کثیر ہے۔ جس کی نماز میں ضرورت نہیں۔

اِس اَجہل (کُند ذہن) کو اتنا بھی علم نہیں کہ اِس عبارت میں دعوی اور مسئلہ کون سی عبارت ہے اور دلیل کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ دلیل کی ایک جزء کو دعوی اور مسئلہ سمجھ لیا اور لکھ دیا کہ قرآن پاک پر نظر ڈالنے سے امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اے جاہِلِ عجیب! حَمْلَ الْمُصْحَفِ سے دلیل شروع ہوتی ہے، جس کی تین جزیں ہیں۔ امام صاحب کا دعوی یہ ہے کہ قرآن کریم سے دیکھ کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، دلیل یہ ہے کہ اِس فعل سے تین چیزیں لازم آتی ہیں: (۱) قرآن پاک کا نماز میں اُٹھانا (۲) اَوراق کا پلٹنا (۳) قرآن پاک میں دیکھنا۔ یہ تینوں کام جب اکٹھے ہو جائیں تو عملِ کثیر بن جاتا ہے اور عملِ کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ صرف نظر کرنے سے امام صاحب کے نزدیک قطعاً نماز فاسد نہیں ہوتی جیسا کہ اسی صفحہ میں موجود ہے: وَلَوْ نَظَرَ إِلَى مَكْتُوبٍ هُوَ قُرْآنٌ وَفَهِمَهُ لَا خِلَافَ لِأَحَدٍ أَنَّهُ يَجُوزُ. [32]

(الفتاوی الھندیة. الباب السابع. فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا وفیه فصلان. جلد۱، ص ۱۰۱)

ترجمہ: اگر کسی شخص نے کسی چیز پر قرآن لکھا ہوا دیکھا پھر اُس کو سمجھ بھی لیا کسی بھی فقیہ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہو گی۔

فائدہ: انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے ہوئے کم از کم فقہی عبارات اور اصطلاحات کو سمجھنے کے لیے کسی حنفی عالِم کی چند یوم شاگردی اختیار کرنے کا شرف حاصل کریں تاکہ دعویٰ اور دلیل، مسئلہ اور وجہِ مسئلہ میں فرق کر سکیں۔

"وَلَوْ نَظَرَ إِلَى فَرْجِ الْمُطَلَّقَةِ" والی عبارت بالذات اور بالاصالت (براہ راست) رَجعت کے ثبوت کے لیے تحریر کی گئی، جس کا مفاد (فائدہ) یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاقِ رَجعی دی تو عدّت میں اگر اُس کی نظر شہوَت سے عورت کی شرمگاہ پر پڑ گئی تب بھی رُجوع ثابت ہو جائے گا مگر نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ فقط نظر تو کسی چیز پر بھی پڑ سکتی ہے، اِس میں نمازی کا کیا قصور ہے۔ نمازی کے سامنے سے انسان، حیوان، مرد، عورت، چھوٹا، بڑا، عُریاں (ننگا) یا غیر عُریاں (لباس والا) سب گزر سکتے ہیں اور نمازی کی نظر بھی پڑ سکتی ہے لیکن نماز فاسد نہیں کیونکہ اِس میں نمازی کا کوئی قصور نہیں۔

---

(30) ۔ (الفتاوی العالمکیریة = الفتاوی الھندیة. الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا وفیه فصلان. الفصل الأول فیما یفسدھا. 101/1. المطبعة الکبری الأمیریة ببولاق مصر (وصَوّرتھا دار الفکر بیروت وغیرھا). الطبعة: الثانیة. 1310ھ)

(31) ۔ (الفتاوی العالمکیریة = الفتاوی الھندیة. الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا وفیه فصلان. الفصل الأول فیما یفسدھا. 101/1. المطبعة الکبری الأمیریة ببولاق مصر (وصَوّرتھا دار الفکر بیروت وغیرھا). الطبعة: الثانیة. 1310ھ)

(32) ۔ (الفتاوی العالمکیریة = الفتاوی الھندیة. الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا وفیه فصلان. الفصل الأول فیما یفسدھا. 101/1. المطبعة الکبری الأمیریة ببولاق مصر (وصَوّرتھا دار الفکر بیروت وغیرھا). الطبعة: الثانیة. 1310ھ)

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے: یہی گندے مسئلے دراصل وہابیوں کی فقہ میں ہیں۔ ملاحظہ ہو فقیر کی تصنیف "وہابی نامہ" اور وہابیوں کے دلچسپ مسئلے اُنہوں نے اپنے عیب چُھپانے کے لیے اَحناف کی عبارات کو توڑ مروڑ کر کے اَحناف کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔

ذیل میں وہابیوں کی عبارات ملاحظہ ہوں: ولا تفسد لو اشار بالید اتفاقا وکذلك لو صافح بید واحد.[33]

ترجمہ: اور نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ نماز میں اُس نے ہاتھ کے ساتھ مُصافحہ بھی کیا۔

انہ لو سلم علی رجل غائب فقال السلام علی فلان لا تفسد.[34]

ترجمہ: اگر کسی غائب شخص پر سلام کیا اور السلام علیکم کہا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

صلوته وان قصد مع التفهیم القراءة او لم یقصد شیئاً فلا تفسد.[35]

ترجمہ: اگر ایک آیت بھی قرآن سے بارادۂ تفہیم (سمجھنے کے ارادے سے) پڑھی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

وهکذا لو ظن انه اتم الصلوة فأستدبر ا بقبلة وکلم الناس ثم ظهر انه لم یتم لا تفسد.[36]

ترجمہ: اگر کسی شخص نے خیال کیا کہ اُس نے نماز مکمل کر لی ہے پھر قبلہ کی طرف پیٹھ بھی کر لی اور لوگوں سے باتیں بھی کیں پھر یاد آیا کہ نماز مکمل نہ تھی تو اُس کی نماز نہیں ٹوٹی، آگے پڑھنی شروع کر دے۔

حج وعمرہ پر اعتراضات

سوال: اگر کسی نے شہوت سے مُعانقہ کیا (گلے ملا) یا کسی چوپائے وجانور سے دُخول کیا تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اگر اِنزال (منی کا خروج) ہو گیا تو قربانی واجب، حج و عمرہ فاسد نہیں۔

الجواب: اِس عبارت میں کون سی خرابی نظر آئی؟ اگر یہ فعل ثواب ہوتا تو قربانی کا حکم کیوں دیا جاتا؟ چونکہ یہ فعل غلط تھا اِس لیے قربانی ادا کرنے کا حکم دیا گیا اور چونکہ اِس (فعل) میں حج وعمرہ کا کوئی رُکن ضائع نہیں ہوا، اِس لیے عَدمِ فَساد کا حکم لگایا گیا کہ فاسد نہ ہوگا۔ اِس کی مثال بالکل اُسی طرح ہے جس طرح کوئی نماری نماز میں ترکِ واجب یا تاخیرِ فرض کر دے تو سجدۂ سہو لازم اور نماز دُرست۔

گھر کی گواھی: جو مَسائل اَحناف کے غلط بتائے اگرچہ غلط نہیں، وہ اُن کے گھر میں بھی جائز ہیں۔ چنانچہ عرف الجاوی میں ہے کہ

---

(33) ۔ (نزل الابرار من فقه النبي المختار، جلد اول کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة الخ، ص 108، مطبوعه بنارس، الهند)

(34) ۔ (نزل الابرار من فقه النبي المختار جلد اول کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة الخ، ص 108، مطبوعه بنارس، الهند)

(35) ۔ (نزل الابرار من فقه النبي المختار، جلد اول، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة الخ، ص 109، مطبوعه بنارس، الهند)

(36) ۔ (نزل الابرار من فقه النبي المختار، جلد اول، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة الخ، ص 111، مطبوعه بنارس، الهند)

جماع قبل وقوف بعرفه مفسد حج نیست.[37] (عرف الجاوی، باب در بیان فوات و احصار)

ترجمہ: وُقوفِ عَرفہ سے پہلے جِماع کرلیا توحج فاسد نہ ہوگا۔

پس وطی قبل یا بعد وقوف پیش از رمی یا قبل طواف زیارت (الی آخره) و جحش غیر باطل اور ہیچ شئ لازم او نیست.[38]

(عرف الجاوی، باب در بیان فوات و احصار)

ترجمہ: وُقوفِ عَرفہ سے پہلے یا وُقوفِ عَرفہ کے بعد رَمیٔ جمار (شیطان کو پتھر مارنے) سے پہلے یا طَوافِ زیارت سے قبل (پہلے) جماع کرے توحج باطل نہ ہوگا اور فِدیہ بھی لازم نہیں۔

اِنتباہ: وَہابی غیر مُقلّدِ حج کا تصوّر کرکے بتائیں جب ہر جگہ اور ہر حال میں بھی جائز اور حج دُرست ہے تو پھر اَرکانِ حج کس چیز کا نام ہے، اِس کے خلاف تمام فُقہا ایسی صورتوں میں حج باطل اور دَم لازِم کہتے ہیں، دیکھو "عالمگیری کتاب الحج"۔ اور اپنی کتاب "نزل الابرار" پڑھ کر دیکھ لیں:

وقالت الاَحناف وجمهور العلماء من اهل المذاهب الأربعة اذا وطی المحرم في الحج قبل الوقوف فسد نسكه.[39]

ترجمہ: تمام اَحناف اور چاروں (مذاہب) کے جُمہور عُلَمانے کہا کہ اگر کسی محرم بالحج نے وُقوفِ عَرفہ سے پہلے وطی کی تو حج باطل ہو جائے گا۔

حنفی زکوٰۃ پر اعتراضات

سوال: ایک شخص کے پاس دو سو درہم ہیں اور اُس پر زکوۃ لازم آتی ہے تو وہ حیلہ کرکے زکوۃ سے بچ سکتا ہے کہ سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے ایک درہم صدقہ کردے یا ہِبہ (عطیہ) کردے وغیرہ وغیرہ۔

جواب: تحریف و بہتان تراشی ہر بد مذہب کرتا ہے لیکن تحریف لفظی و معنوی کی بھ کوئی شکل قطع و برید و تحریف و خیانت میں یہ نام نہاد غیر **مقلّد** اول رہے۔ اس عبارت سے آگے یہ صاف صاف لکھا ہے کہ یہ قول امام یوسف کا ہے اور امام محمد کا قول بالکل اس کے خلاف ہے، چنانچہ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

وَمَشَايِخُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى أَخَذُوا بِقَوْلِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى دَفْعًا لِلضَّرَرِ عَنِ الْفُقَرَاءِ۔[40]

(الفتاوی الهندية، الفصل الثالث في مسائل الزكاة، جلد ٦، ص ٣٩١)

ترجمہ: ہمارے مشائخ نے امام محمد (رحمہ اللہ) کے قول کو لیا ہے اور حِیلۂ مذکورہ کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اِس میں فقرا کا نقصان ہے اور قولِ محمد میں فقرا کا نفع ہے۔

---

(37)۔(عرف الجاوی، باب در بیان فوات واحصار، ص104۔ مطبع صدیقی بھوپال 1301ھ)

(38)۔(عرف الجاوی، باب در بیان فوات واحصار، ص105۔ مطبع صدیقی بھوپال 1301ھ)

(39)۔(نزل الابرار من فقه النبي المختار، كتاب الحج، 253/1، مطبوعه بنارس، الهند)

(40)۔(الفتاوى العالمكيرية = الفتاوى الهندية، كتاب الحيل وفيه فصول، الفصل الثالث في مسائل الزكاة، 391/6، المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر (وصَوّرتها دار الفكر بيروت وغيرها)، الطبعة: الثانية، 1310 هـ)

گھر کی گواھی: وہابی در اصل حیلہ کا لفظ دیکھ کر اَحناف پر برس پڑا حالانکہ "حیلۂ شرعیّہ" اُن کے نزدیک بھی جائز ہے، چنانچہ بیمار و مریض کو حق لگانے کے متعلق"عرف الجاوی"میں موجود:

حق آنست که مباشرت جمله شافهای عشکال ضرور نیست لیکن یکبار بزنند و این عمل منجمله حیل جائزه شرعی است و مثل آن درقرآن کریم آمده فخذ بیدك ضغثا .[41] (عرف الجاوی ، باب در بیان حد زانی)

حاصلِ کلام عرف الجاوی یہ ہے کہ بیمار آدمی کو تمام کوڑے علیحدہ علیحدہ مارنا ضروری نہیں بلکہ اکٹھے کر کے ایک جھاڑو کی صورت میں باندھ کر مریض کو ایک دفعہ مارلیں توکافی ہے اور یہ حیلۂ شرعی قرآن پاک سے ثابت ہے۔

فائدہ: صاحب کو مجرم سے کتنا پیار ہے کہ نہایت پیار والفت سے اُس کے جسم کے ساتھ ایک جھاڑو لگالیں اور حیلہ کرلیں تاکہ شرط پوری ہو جائے۔ خوب شاندار طریقہ مجرم کو بچانے کا ایجاد کیا ہے۔ تم جو بھی کرو سب جائز وَروا ہے اور ذرا اپنی کتاب "نزل الابرار" بھی پڑھ لیں:

وكذلك بين الاَحناف الحيلة في ادائها لهاشمي ان يعطيه لفقير ثم هو يهدي الى الهاشمي وهذه الحيلة لا شك في جوازها .[42]

ترجمہ: اور اِسی طرح اَحناف نے ہاشمی کو زکوٰۃ دینے میں ایک حیلہ بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ پہلے زکوۃ فقیر کو دی جائے پھر وہ فقیر اپنی طرف سے وہ رقم بطورِ ہدیہ ہاشمی کو پیش کرے۔ یہ حیلہ بالکل جائز اور اِس کے جواز میں کوئی شک نہیں۔

حیلہ شرعیہ کے جواز کی تحقیق فقیر کے رسالہ "الاقساط في حيلة الاسقاط "میں ملاحظہ ہو:

سوال: عالمگیری میں لکھاہے: إِذَا أَصَابَت النَّجَاسَةُ بَعْضَ أَعْضَائِهِ وَلَحِسَهَا بِلِسَانِهِ حَتَّى ذَهَبَ أَثَرُهَا يَطْهُرُ .[43]

(الفتاوی الهندية، الفصل الثانی فی الاعیان النجسة ، جلد ۱، ص ۴۵)

ترجمہ: اگر کسی عضو پر نجاست لگ جائے تو اُس کو زبان سے چاٹ چوس لے، یہاں تک کہ اُس سے نجاست جاتی رہے تو پاک ہو جائے گی۔

جواب: وہابی غریب "عالمگیری" کی اِس عبارت کو سمجھ ہی نہیں سکا اور یہ تاثُّر دیا کہ ہر قسم کی پلیدی چاٹنے سے عضو پاک ہو جاتا ہے[44] حالانکہ نجاست سے مراد شراب اور سِر کہ جو مخلوط بالشراب(شراب سے ملاہوا)ہو یا اِس قسم کی دیگر نجاستیں ہیں اور اِس دعوی کی دلیل یہ ہے کہ اِس سے پہلے بحث ہی شراب سِر کے وغیرہ کی ہے۔

"وَمِمَّا يَتَّصِلُ بِذَلِكَ مَسَائِل"اِس بات کا قرینہ ہیں کہ اِس نجاست سے مراد، عام نجاست نہیں بلکہ شراب اور سِر کہ مخلوط بالشراب(وہ سرکے جو شراب سے ملے ہوئے)ہیں۔

---

(41) ۔(عرف الجاوی، باب در بیان حد زانی، ص214۔ مطبع صدیقی بھوپال 1301ھ)

(42) ۔(نزل الابرار من فقه النبي المختار، كتاب الزكوة، 189/1، مطبوعه بنارس، الهند)

(43) ۔(الفتاوى العالمكيرية = الفتاوى الهندية، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، 45/1، المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر (وصَوّرتها دار الفكر بيروت وغيرها)، الطبعة: الثانية، 1310 هـ)

(44) ۔لطیفہ: مولوی اشرف علی تھانوی نے "بہشتی زیور" میں عام پلیدی چاٹنے کا لکھاہے، اُس کے ہم ذمے دار نہیں کیونکہ وہ حنفی نہیں وہابی ہے۔(اُویسی)

النَّجَاسَۃُ کا مُعرَّف باللام ہونا، نجاست کا الف لام عہدی ہے اور اِس کا مَعہود وہ نجاست ہے جو پہلے مذکور ہے اور وہ شراب وغیرہ ہے تو اِس عبارت کی صحیح توضیح تو یہ تھی جو کر دی گئی کیونکہ ہمارے فقہا کے نزدیک شراب نجس اور پلید ہے مگر چاٹنے کی صلاحیّت رکھتی ہے۔ لوگ شراب کی بوتلیں پی جاتے ہیں، اِس نجاست سے مراد پاخانہ وغیرہ نہیں جسے یہ وہابی سمجھا۔ سچ ہے: ظن الخبیث ینشاء عن قلب الخبیث.

ترجمہ: خبیث گمان، خبیث دل سے ہی اُٹھتا ہے۔

وھابی پیشاب نوش (پینے والا): غیر مُقلّد وہابیوں کے نزدیک شراب ہی پاک نہیں بلکہ انسانی پاخانہ، پیشاب کے علاوہ ہر چیز پاک ہے، جیسا کہ نزل الابرار اور عرف الجاوی میں ہے۔ شراب پاک ہے، اِسی طرح ہر جانور کا پیشاب پاک ہے یہاں تک کہ کتّے اور خنزیر کی لُعاب (تھوک) پاک ہے۔

اِطمینانِ قلب و تسکینِ روح کے لیے حوالہ اپنے اکابر کا ملاحظہ فرمائیں:

ولو الطفل من النجاسۃ ثم شرب من مائع فلا ینجس المائع (الی آخرہ) والدم ولو کان مسفوحاً والقیح والصدید والقئی لا دلیل علی نجاستھا. [45]

ترجمہ: اگر کسی بچّے نے پلیدی کھالی پھر دودھ وغیرہ پیا تو بقیہ دودھ پلید نہ ہو گا، اِسی طرح خونِ جاری و پیپ اور قے وغیرہ اِس کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں۔

گستاخی کی سزا پیشاب و دیگر غلیظ اور پلید چیزوں کو پاک کہنا با قاعدہ فتاویٰ جاری کرنا اُن پر غضبِ خداوندی ہے اور اِس بے ادبی و گستاخی کی سزا جو اُنہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشاب اَقدس نجس اور پلید ہے۔

(تفصیل دیکھیے فقیر کی کتاب "الدلائل القاھرۃ فی ان فضلات الرسول طیبۃ وطاھرۃ")

سوال: اگر بکری کا بچہ گدھی یا سؤرنی کا دودھ پلا کر پالا گیا تو اُس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں؟

جواب: جو فقہ اور فَقاہَت کے دشمن ہوں اُن کو ایسے دقیق مسائل سمجھنے سے کیا تعلق۔ اِس بے علم کو یہ بھی پتہ نہیں کہ حلّت و حُرمَت، نجاست و طَہارَت کا حکم تشکلات پر ہوتا ہے ماہیات اور حقائق پر نہیں۔ سورنی کا دودھ حرام ہے نہ کہ بکری کے بچے کا گوشت کھانے والے کے سامنے بکری کا گوشت ہے سورنی کا دودھ نہیں۔ اگر اس گوشت کو اس لیے حرام کہا جائے کہ اس جانور نے سورنی کا دودھ پیا تھا تو مجھے پھر یہ بتائیں کہ غلاظت کے ڈھیر کھیتوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ مولی، پالک، گوبھی، آلو، شلغم، گاجر وغیرہ تمام چیزیں اس کھیت میں پیدا ہوتی ہیں تو کیا یہ تمام چیزیں پلید اور حرام ہیں، ہرگز ہرگز نہیں کیونکہ غلاظت کا وہ تشکل باقی نہ رہا جس پر نجاست کا حکم تھا۔ جبکہ "نزل الابرار" میں ہے: فالملح الذي کان حماراً او خنزیر اطاھر یحل اکلہ. [46]

ترجمہ: وہ گدھا اور خنزیر جو نمک کی کان میں نمک بن جائیں ان کا کھانا حلال ہے۔

ایک اور حوالہ بھی سن لیں: ولو سقی ما یو کل لحمہ خمراً فذبح من حل اکلہ. (نزل الابرار، ص ۹۳)

---

(45)۔(نزل الابرار من فقه النبی المختار، باب الانجاس، 55/1، مطبوعه بنارس، الهند)

(46)۔(نزل الابرار من فقه النبی المختار، باب الانجاس، 50/1، مطبوعه بنارس، الهند)

ترجمہ: اگر کسی حلال جانور کو شراب پلائی گئی اور اُس کو فوراً ذبح کر دیا تو اُس کا کھانا حلال ہے۔

کیونکہ اصولِ فقہ کا ضابطہ ہے کہ شئے کی حقیقت کی تبدیلی کے اَحکام بدل جاتے ہیں۔ لیکن اِن غریبوں کو اُصولِ فقہ کا کیا علم؟ چند اردو ترجمے پڑھ کر خود کو مُجْتَہِد سمجھتے ہیں۔

سوال: اگر آدمی کا پسینہ یا ناک کی رینٹ شوربے میں گر پڑے تو اُس شوربے کا کھانا حلال ہے۔

الجواب: غیر مُقلّد وہابیوں کو اِس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ اُن کے نزدیک سوائے تین چیزوں کے انسان کا پاخانہ، پیشاب، دمِ حیض (حیض کا خون) ہر چیز پاک ہے، جیسا کہ ہم پہلے حوالہ جات نقل کر چکے ہیں۔ مذکورہ بالا چیزوں کو تو کسی نے بھی نجس نہیں کہا، اگر کہا ہے تو حوالہ پیش کریں۔

کُتّے اور خنزیز کا جھوٹا ہی پاک نہیں بلکہ پیشاب و پاخانہ بھی پاک ہے۔[47] (نزل الابرار، ص ۵۰،۵۵)

اگر خود ایسے فتاوی جاری کریں تو اِن سے کون پوچھے کہ جب پاخانہ و پیشاب وہ بھی خنزیر کا پاک ہے تو پھر تمہارے ہاں پلیدی کس چیز کا نام ہے۔

سوال: ایک شخص کے پاس ایک بورہ ہے، جس میں ایسے درہم ہیں جن پر قرآن پاک کی آیت لکھی ہوئی ہے یا اُس میں فقہ و تفسیر کی کتابیں یا مُصْحَفِ مجید ہے اور وہ شخص اُس بورے پر بیٹھا یا سویا ہے، پس اگر بقصدِ حفاظت (حفاظت کے ارادے سے) اُس نے ایسا کیا تو خیر کچھ ڈر نہیں۔[48] (عالمگیری)

جواب: فقہائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا نورِ فَراست دیا تھا کہ آئندہ آنے والے سوالات کے جوابات بھی وہ خود ہی تحریر فرما گئے۔ اگر کسی اَندھے نجدی کو نظر نہ آئیں یا جاہل وہابی کو سمجھ نہ آئیں تو یہ اُن کی فہم کا قصور ہے۔

عبارتِ مذکورہ بالا میں یہ عبارت بقصدِ حفاظت اِس سوال کا جواب ہے (کہ) اگر قرآن کریم کی حفاظت اِسی ایک صورت میں ہی ممکن ہو کہ بورے کے اوپر بیٹھ جائے یا سو جائے تو جائز ہے کیونکہ اب اُس کی نیّت قرآن مجید کی حفاظت مطلوب ہے کہ سوائے اِس صورت کے اُس کی حفاظت ممکن نہیں، شئے کے وجود کو باقی رکھنے کے لیے اگر اُس کی تعظیم و تکریم نہ ہو سکے تو کون سا حرج ہے، پھر یہاں بیٹھنا بھی بالعرض ہے کیونکہ بیٹھنا دو وجہ ہے:

(۱) بالذات (۲) بالعرض

بقصدِ حفاظت بیٹھنے اور سونے کا تعلّق قرآن پاک سے بالعرض ہے اور بالذات بورے سے۔ کیونکہ صاف صاف واضح موجود ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک بورہ ہے تو اصل اور بالذات وہ شخص بورے پر بیٹھا ہے نہ کہ قرآن کریم (پر) اور مقصد و اِرادہ کا تو تعلّق بالذات سے ہوتا ہے بالعرض سے نہیں۔ اِسی طرح جرمِ عذاب کا تعلّق بھی بالذات سے ہوتا ہے، بالعرض سے نہیں۔ کسی فقیہ نے بھی بالذات بیٹھنے کو جائز نہیں کہا بلکہ کفر تک لکھا ہے۔ اِسی فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ قرآن پاک پر پاؤں رکھنا کفر ہے:

(47)۔(نزل الابرار من فقه النبی المختار، باب الانجاس، 50/1، مطبوعه بنارس، الهند)

(48)۔(الفتاوی العالمكيرية = الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية وهو مشتمل على ثلاثين بابا الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن، 322/5، المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر (وصَوّرتها دار الفكر بيروت وغيرها)، الطبعة: الثانية، 1310 هـ)

رَجُلٌ وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى الْمُصْحَفِ إِنْ كَانَ عَلَى وَجْهِ الاسْتِخْفَافِ يَكْفُرُ. (49)

(الفتاوى الهندية، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف، جلد ۵، ص ۳۲۲)

ترجمہ: اگر کسی نے قرآن پاک پر از روئے اِستخفاف (ہلکا جان کر) پاؤں رکھا تو کافر ہو جائے گا۔

ایک مثال: یہ مسئلہ اِسی طرح ہے کہ قرآن مجید مکان کے اندر رکھا ہے اور ہم مکان کے اوپر کام کرتے ہیں۔ مستری، مزدور سارا دن چھت پر رہتے ہیں، اِس سے اُنہیں یہ کوئی نہیں کہتا کہ وہ قرآن کی بے ادبی کر رہے ہیں بلکہ سب کو معلوم ہے کہ اِس وقت بالذات مقصد تعمیرِ مکان یا کوئی اور کام ہے، نہ کہ قرآن مجید کی بے ادبی و گستاخی۔

چھلنی بولے تو کیوں: اَحناف کو قرآن مجید کی بے ادبی کا الزام لگانے والے اب خود اُن کا پردہ عام چورا ہے (راز کھل گیا ہے) پر چاک (معاملہ سارا واضح) ہو گیا ہے اور اَحناف کا قرآن مجید کا ادب و عشق کا چرچا عام ہو رہا ہے، وہ اِس لیے کہ آئے دن اخبار میں خبریں آتی ہیں کہ فلاں مقام پر قرآن جلایا گیا اور عوام نے جلانے والے کی مٹی پلید کر دی، خوب مُرمّت کی بلکہ اُسے سنگسار کر کے مار ڈالا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن جلانے والے وہابی، دیوبندی، مودودی فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور جلانے والے عوام بریلوی حنفی مسلک سے۔ علاوہ ازیں حُجّاج کرام و زائرینِ مدینہ منورہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں کہ نجدی وہابی قرآن مجید سے کتنا بُرا سلوک کرتے ہیں، اُن میں بعض ایسے بد مزاج ہوتے ہیں کہ پاؤں سے قرآن مجید کو روندتے نظر آتے ہیں اور قرآن مجید کی طرف پاؤں پھیلانا، قرآن مجید کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا اور نیچے رکھ دینا تو اُن کا عام شیوہ ہے، فلہٰذا اُن کا یہ الزام اَحناف پر لگانا محض ضد اور فتنہ و فساد پر مبنی ہے۔ ہاں اُن کا فتاوی بھی ملاحظہ ہو:

قرآن پاک کو (استغفر الله) گندگی میں پھینکنا، اُس پر بیٹھنا، پاؤں کے نیچے رکھ کر بلند جگہ سے کھانا اُتارنا درست و جائز ہے۔

(کتاب تحریقِ اوراق) نقل از اشتہار قہر سلطانی

لطیفہ: اُن کے مفتیوں کے فتوی پر اُن کے عوام نے عمل کیا تو اَحناف کے عوام نے عشق کے مفتی پر ۔

(49) ۔(الفتاوى العالمكيرية = الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية وهو مشتمل على ثلاثين بابا، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن، 322/5، المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر (وصَوّرتها دار الفكر بيروت وغيرها)، الطبعة: الثانية، 1310 هـ)